بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الصلاۃ والسلام علیک یا رسول اللہ

وعلی الک واصحبک یا نور اللہ

جامعَۃ المدینہ فیضان قُطب مدینہ

مدرس:مولانہ ممتازعلی مدنی

کتاب:ھدایۃ الحکمۃ

نوٹ:

اس نوٹس میں مصنف کے حالات،فلسفہ کے مبادیات،

(ابتدائی باتیں) اور ہر فصل کے سوالات وجوابات اور

ہر فصل کے نقوش درج کیے گے ہے

نیز یہ نوٹس کنزالمدارس بورڈ کے نصاب کے مطابق

90٪فیصد کے ہے۔

(نیز یہ نوٹس2024کے ہے)

صاحب هداية الحكمة کا مُختصر تعارف

نام: مفضل

والد کا نام: عمر

دادا کا نام: مفضل ابھری

لقب: اثیر الدین

ولادت: آپ کی تاریخ ولادت معلوم نہ ہو سکی

وفات: 663 ہجری

اساتذہ: امام فخر الدین رازی، کمال الدین ابو موسی بن یونس

تلامیذہ: شمس الدین ابو عبد اللہ اصفھانی،

ابو عبد اللہ زکریا بن محمد بن قزوینی،

قاضی القضاۃ شمس الدین ابو العباس احمد'

تصانیف:

(1)ھدایۃ الحکمۃ (2)تنزیل الافکار فی تعدیل الاسرار

(3)ایساغوجی وشرحہ (4)درایات الافلاک

(5)الزیج الشام (6)الاشارات

(7)کشف الحقائق

☆حکمت اور فلسفہ دونوں ایک ہی ہے

حکمت کی تعریف :

اس کی مختلف تعریفات کی گئی ہیں

1)موجوات خارجیہ کے نفس الامری احوال کا انسانی طاقت کے بقدر جاننا۔

موجوات خارجیہ:

اس سے مراد وہ موجود ہے جو حقیقۃ خارج میں موجود ہو۔

جیسے زید۔

احوال نفس الامر:

اس سے مراد وہ احوال جن سے حقیقت میں وہ شئ متصف ہو

جیسے: کوے کا کالا ہونا۔

2):موجودات کے احوال خارجیہ کو بشری طاقت کے مطابق جاننا۔

فن منطق فن حکمت میں داخل ہو گی ان حضرات کے نزدیک جو حکمت

کی تعریف میں موجودات کے ساتھ کی قید نہیں لگاتے کیونکہ فن منطق میں

موجودات ذہنیہ سے بحث کی جاتی ہے

علم حکمت کا موضوع :

علم حکمت کا موضوع موجودات خارجیہ ہے اس لیے کہ اس میں

موجودات خارجیہ کے عوارض ذاتیہ سے بحث کی جاتی ہے۔

علم حکمت کی غرض وغایت:

اشیاء کے حقائق سے واقف ہونا علم وعمل میں کمالات حاصل کرنا سعادت دارین۔

تدوین کی تاریخ:

تدوین کے تین دور ہے۔

دوراول:

حکماء متاخرین کے رئیس امام الفلسفہ حکیم ارسطو نے حکمت اور منطق کو مدون فرمایا اور کتب تصنیف کی۔

دور ثانی:

حکیم ابو نصر فارابی نے چوتھی صدی ہجری۔

دور ثالث:

شیخ ابو علی سینا۔

حکمت عملیہ:

اس علم کو کہتے ہیں جس کے ذریعے ایسے امور کے حالات کا علم ہو جن کا وجود ہمارے قدرت و اختیار میں ہو۔

حکمت نظریہ:

اس علم کو کہتے ہیں جس کے ذریعے ایسے امور کے حالات کا علم ہو جن کا وجود ہمارے قدرت و اختیار میں نہیں ہو۔

یہ کتاب تین قسموں پر مشتمل ہے۔

منطقیات　　طبعیات　　الہیات

منطق کو کتاب سے الگ کر دیا کیونکہ اس کو قسم ثانی اور ثالث جتنی شہرت نہیں مل سکی اس لیے مصنف نے قسم ثانی اور ثالث پر اکتفاء کیا۔

طبعیات کا دائرہ:

طبعات کا دائرہ تین فنون پر مشتمل ہے ۔

1)فیما یعم الاجسام:

اس فن میں جسم طبعی کے احوال بیان کیے گیے ہیں۔

جسم طبعی:

اس جسم کو کہتے ہیں جو لمبائی چوڑائی اور گہرائی کو قبول کرے۔

2)ملکیات:

اس فن میں فلک کے احوال بیان کئے گے ہے ۔

3)عنصریات:

اس فن میں عناصر اربعہ (آگ، پانی، ہوا، مٹی) کے احوال بیان کیے گے ہے۔

فلاسفہ کی تقسیم

فلاسفہ کی 2 قسم ہیں

مشائین :

یہ وہ ہے جنہوں نے ارسطو کے مدرسہ سے تعلیم حاصل کی۔

اشراقین:

یہ وہ ہے جنہوں نے افلاطون کے مدرسہ سے تعلیم حاصل کی۔

مشہور فلسفی

فیشاغورس:

اس نے سلیمان علیہ السلام کے ساتھیوں سے حکمت حاصل کی جب یہ لوگ شام سے مصر آئے اور علم ھندس (میتھ) مصریوں سے حاصل کر کے یونان جا کر لوگوں کو سیکھایا۔

ولادت 580 یا 570 قبل مسیح

وفات 500

سقراط:

یہ فیشاغورس کا شاگرد ہے اس نے فقط علوم الھیہ حاصل کیا اور یونان کے لوگوں کو بتوں کی پوجا کرنے پر سختی سے رد کیا اور یہ مقابلہ جیت گیے تو اسے زہر پلا دیا گیا۔

ولادت 399 قبل مسیح

وفات 470 قبل مسیح

افلاطون:

یہ اثین نامی جگہ میں پیدا ہوا ابتداء شاعری سیکھی پھر 20 سال کی عمر میں سقراط کی شہرت سن کر اس کے پاس علم حاصل کرنے گیا اس کا علمی مقام یہ تھا کہ چلتے پھرتے کتاب پڑھا دیا کرتا تھا۔

ولادت 347 قبل مسیح

وفات 467 قبل مسیح

ارسطوطالیس:

یہ شاگرد ہے 20 سال علم حاصل کیا اور اتنی افلاطون کا ترجیح حاصل کرلی کہ استاذ اس کو عقل کا نام دیا کرتے تھے منطق کی ابتدائی باتیں قضیہ اور اشکال اربعہ کے موجوب ہیں۔

ولادت 344 قبل مسیح

وفات 384 قبل مسیح

اصطلاحات

طبعیہ:

ایسی قوت جو جسم میں صراحیت کرتی ہے۔

وجود:

کسی شئ کا پایا جانا یا موجود ہونا چاہے وہ کسی ہو یا تصویری۔

وضع :

وہ چیز جو اشارہ حسی کو قبول کرے۔

محل :

کوئی ذات جس میں سرایت کرے۔

بعد:

ایسی دوری جو وہمی ہو یا وجودی ہو۔

طول:

جو لمبائی کو قبول کرے۔

عرض:

جو چوڑائی کو قبول کرے۔

عمق :

جو گہرائی کو قبول کرے۔

نقطہ:

ایسا عرض جو بعد ثلاثہ کو قبول نہ کرے۔

سطہ :

ایسا عرض جو لمبائی اور چوڑائی کو قبول کرے نہ کے گہرائی کو۔

خطہ:

جو لمبائی کو قبول کرے۔

جسم:

جو تینوں کو قبول کرے۔

جسم طبعی:

حکماءمشائین: ھیولیٰ اور صورت جسمیہ سے مرکب ہو۔

حکماء اشراقین: یہ جوہر بسیطہ ہے نہ کے مرکب۔

جسم تعلیمی:

جو 3 جہت میں تقسیم کو قبول کرے اور جسم طبیعی سے (selated)

ہو اسکی اصل ریاضی میں ہے۔

ھیولیٰ:

کسی بھی چیز کی اصل یا مادہ جو ہر صورت میں ڈھل جاتا ہو۔

جیسے: روئی اس سے کسی بھی قسم کا کپڑا بنا سکتے ہیں۔

صورت جسمیہ:

ایسا جوہر جو ملا ہوا ہو اور بسیط نہ ہو۔

صورت نوعیہ:

ایسا جوہر جس کے ذریعے جسم کی اقسام مختلف ہوتی ہے۔

جزلا یتجزی:

ایسا جزء جو مزید تقسیم نہ ہو۔

یہ ایسا جوہر ہیں جو اصلا ہی کسی بھی قسم کو قبول نہ کرے۔

معقولہ :

کسی چیز کی مختلف حالتیں اور وہ دس ہیں

1) جوہر 2) ملک 3) کم

4) وضع 5) کیف 6) فعل

7) این 8) انفعال 9) متٰی

10) اضافۃ

جوہر و عرض :

اشراقی فلسفہ نے جوہر کی سادہ اور مختصر تعریف یہ کی ہے کے جو شیء بلذات قائم ہو یعنی بذات قائم ہو وہ جوہر ہے اور جو غیر میں قائم ہو وہ عرض ہے

فلک اور کپڑا مثلا جوہر ہے جو بذات قائم ہیں اور فلک کی حرکت اور کپڑے کی سفیدی یا

شکل :

کسی چیز کے احاطے سے حاصل ہونے والی حالت۔

فصل اول

'جزء لا یتجزی کے ابطال کے متعلق'

ہمارااور فلاسفہ کااس بات پر اختلاف ہے کے اجزاء متجزی ہوتے ہیں یا نہیں؟یعنی جن اجزاء سے مل کر جسم بنتا ہے وہ اجزاء منقسم ہوتے ہیں یا نہیں؟

عندنا:

اجزاء متجزی نہیں ہوتے یعنی ہم جزءلایتجزی کے قائل ہیں۔

عندالحکماء:

جزءلایتجزءباطل ہے کیونکہ عقل کے طور پر ان اجزاء کا منقسم ہونا ممکن ہے۔

دلیل اول:

آپ تین اجزء کا تصور کریں کہ درمیان والا جزء دائیں اور بائیں والے جزئوں کے ساتھ ملا ہوا ہو تو یہ دو حال سے خالی نہیں ہو گی۔

درمیان والا جزء طرفین سے ملنے میں مانع ہوگا یا نہیں؟

مانع نہ ہو یہ محال ہے کیونکہ مانع نہ ماننے سے اجزاء کا متداخل ہونا لازم آئے گا اور جواہر میں تداخل باطل ہے کہ ورنہ وسط وسط نہی رہے گا اور طرف طرف نہی رہے گا حالانکہ ہمارا مفروضہ وسط اور طرف والا ہے لہذا ماننا پڑے گا کہ درمیان والا جزء تلاقی الطرفین سے مانع ہے۔یعنی تین مل کر ایک جسم نہیں ہوسکتے تو پھر وسط کا وہ حصہ جو دائیں جزء کے ساتھ ملا ہوا ہے وہ اس حصہ کا غیر ہے جو بائیں جزء سے ملا ہے یعنی وسط والا جزء ذوالطرفین ہوا اور جو ذوالطرفین ہو وہ تقسیم ہوتا ہے۔

دلیل ثانی:

اگر آپ جسم کو اجزاءلایتجزی سے مرکب مانتے ہیں تو پھر کم از کم تین اجزء کا ہونا ضروری ہے۔ہم فرض کرتے ہیں ایک جزء کو دو جزؤں کے ملتقٰی (ملنے کی جگہ پر) پس یہ تین حال سے خالی نہیں۔

1) یا تو یہ جزء ان دو جزؤں میں سے کسی ایک سے ملاقی ہو گا۔

2) یہ ان دونوں کے مجموعہ سے ملاقی ہو گا۔

3) یا دونوں میں سے ہر ایک کے بعض حصے سے ملاقی ہو گا۔

پہلی شق اس وجہ سے باطل ہے کہ اس میں خلاف مفروض لازم آتا ہے کیونکہ ہم ایک جزء کو دو جزؤں کے ملتقی پر فرض کیا تھا نہ کے کسی ایک پر۔

آخری دو شقوں میں سے جو بھی شق اٹھائیں ان دونوں میں انقسام لازم آتا ہے اس لیے کہ اوپر والے جزء کا وہ حصہ جو نیچے ایک جزء کے ساتھ ملا ہوا ہے غیر ہے اس حصہ کا جو دوسرے کے ساتھ ملا ہوا ہے لہذا اوپر والا جزء علی تقدیر لا یتجزی دو حصوں میں تقسیم ہو گا۔

ہماری جانب سے جزء لا یتجزی کے اثبات پر دلیل عقلی و نقلی اور انکا رد بلیغ:

دلیل نقلی:

'ومزقناھم کل ممزق'

مذکورہ آیت میں 'مزقناھم' باب تفعیل سے ہے اس کا خاصہ مبالغہ ہے 'نا' ضمیر متکلم ہے اور 'ھم' ضمیر مفعول بہ ہے جس میں دیگر مفاعیل کے مقابل تاکید ہے پھر 'کل' ہے یہ بھی تاکید کے لیے اس کے بعد 'ممزق' ہے جو مفعول مطلق ہے اور مفعول مطلق تاکید کے لیے آتا ہے اللہ تبارک و تعالٰی نے آیت مبارکہ کو تاکید در تاکید ذکر کیا اس کا مطلب یہ ہے کہ 'ہم ان کو ٹکڑے کریں گے پورے طور پر ٹکڑے کرنا' یعنی آگے ٹکڑے کی گنجائش نہ ہو اور جہاں ٹکڑے کی گنجائش نا ہو اسی کو تو جزء لا یتجزیٰ کہتے ہیں۔

دلیل عقلی:

انسان کی عقل بدہی طور پر یہ فیصلہ کرتی ہے کہ جسم کی تقسیم کریں گے تو یہ درجہ ضرور آئے گا جہاں تقسیم رک جائے گی اور اس بات کو عالم و جاہل تمام سمجھتے ہیں اور ان تمام حضرات کا سمجھنا اس بات پر دلالت کرتا ہے جزء لا یتجزی ثابت ہے۔

فصل ثانی

'اثبات ھیولیٰ کے متعلق'

فلاسفہ جزءلایتجزی کو ثابت کریں یا باطل کریں اس سے کوئی فرق نہیں پڑتا نہ ہی کوئی عقائد اسلام میں خرابی ہوتی ہے مگر انہونے جزءلایتجزی کو باطل کیا تو پھر ھیولیٰ کے قائل ہوئے کہ جسم ھیولیٰ اور صورت جسمیہ سے بنتا ہے اور ھیولیٰ کی وجہ سے اشیاء کے قدیم ہونے کا قول کیا جو کہ بڑی خرابی ہے اس وجہ ہم ان کی بنیاد جزءلایتجزی کے باطل ہونے کا رد کرتے ہیں اور اجزاءلایتجزی کو ثابت ہیں اس دوسری فصل میں وہ ھیولیٰ کے اثبات پر کلام کریں گے پھر تیسری فصل کے بعد ہم (متکلمین) ان کا رد کریں گے۔

فلاسفہ کا مؤقف:

ہر جسم دو اجزاء سے مرکب ہوتا ہے ان میں ایک دوسرے میں حلول کرتا ہے جو حلول کرے وہ حال اور جس میں حلول کرے وہ محل ہوتا ہے حال کو صورت جسمیہ اور محل کو ھیولیٰ کہتے ہیں۔

دلیل:

بعض اجسام جو قابل الانفاک یعنی انفصال کو قبول کرنے والے ہوتے ہیں انکا متصل واحد ہونا واجب ہے جیسے: آگ اور پانی وغیرہ اگر یہ متصل واحد نہ ہو تو اس جسم کا مؤلف بالاجزاء ہونا لازم آئے گا پھر مؤلف بالاجزاء کی دو صورتیں بنتی ہیں وہ اجزاءلاتجزیٰ ہو گے یا اجزاء یتجزیٰ ہو گے اجزاءلایتجزی کو ہم پیچھے باطل کر چکے ہے اب اجزاء یتجزی کی تین صورتیں بنتی ہے وہ اجزاء ایک جہت کو قبول کریں گے یا دو جہت کو قبول کریں گے یا تین جہت کو قبول کریں گے۔

ایک جہت کو قبول کرے تو خط دو جہتوں کو قبول کرے تو سطحہ اور تین جہتوں کو قبول کرے تو جسم اور سطحہ کو ہم باطل کر چکے ہیں ان کے باطل ہونے کی وجہ آگے آئے گی اور جسم مرکب بھی باطل ہے کیونکہ ہمارا مفروضہ جسم مفرد ہے جبکہ وہ جسم مرکب ہوتا ہے لہذا بعض اجسام قابل للانفاک کا متصل واحد ہونا ضروری ہے تو اس وجہ سے ھیولیٰ کا تمام اجسام میں ہونا لازم آئے گا۔

دلیل:

جو متصل واحد جسم قابل للانفاک ہو اصل میں وہ خود اس انفصال کو قبول نہیں کرتا بلکہ دوسری قابل للانفاک ہوتی ہے پھر جسم کے اندر غور کرنے سے معلوم ہول کے جسم میں تین چیزیں ہوتی ہے۔

(1)صورت جسمیہ(2)صورت نوعیہ(3)ھیولیٰ محل۔

دلیل:

کیونکہ ان دونوں میں اتّصال ہوتا ہے اور جن میں اتّصال ہو وہ انفصال کو قبول نہیں کرتے ورنہ اتّصال اور انفصال کا جمع ہونا لازم آئیگا حالانکہ اجتماع ضدین محال ہے اور قاعدہ بھی ہے کہ قابل کے وجود کا مقبول کے ساتھ ہونا ضروری ہے لہذا ان میں انفصال نہیں ہو سکتا تو تیسری چیز یعنی ھیولیٰ کا قابل للانفاک ہونا لازم آئے گا۔

دعوی:

جب یہ ثابت ہوا کہ اجسام میں ھیولیٰ ہوتا ہے تو اب اجسام کا ھیولیٰ اور صورت جسمیہ ہونا ضروری ہے۔

دلیل:

کیونکہ صورت جسمیہ اپنے محل سے غنی ہو گی یا نہیں، غنی ہو یہ نہیں ہو سکتا ورنہ اس صورت جسمیہ کا محل میں حلول کرنا محال ہو جائے گا جس محل کی طرف وہ محتاج ہوتی ہے یہ قائدہ بھی ہے کہ جو شئ جس سے غنی ہوتی ہے اس شئ کا حلول اس میں نہیں ہو سکتا لہذا صورت جسمیہ محل کی طرف محتاج ہو گی تو جسم ھیولیٰ اور صورت جسمیہ سے مرکب ہو کر بنے گا۔

فصل ثانی نقشہ

دعوی: جسم ھیولیٰ کے ساتھ متصف ہے۔

بعض اجسام قابل انفاق ہونگے جیسے: پانی تو ان اجسام کا متصل واحد فی نفسہ ہونا ضروری ہے اگر نہ ہو تو وہ اجسام مرکب مِنَ الاجزاء ہونگے اور یہ دو حال سے خالی نہیں۔

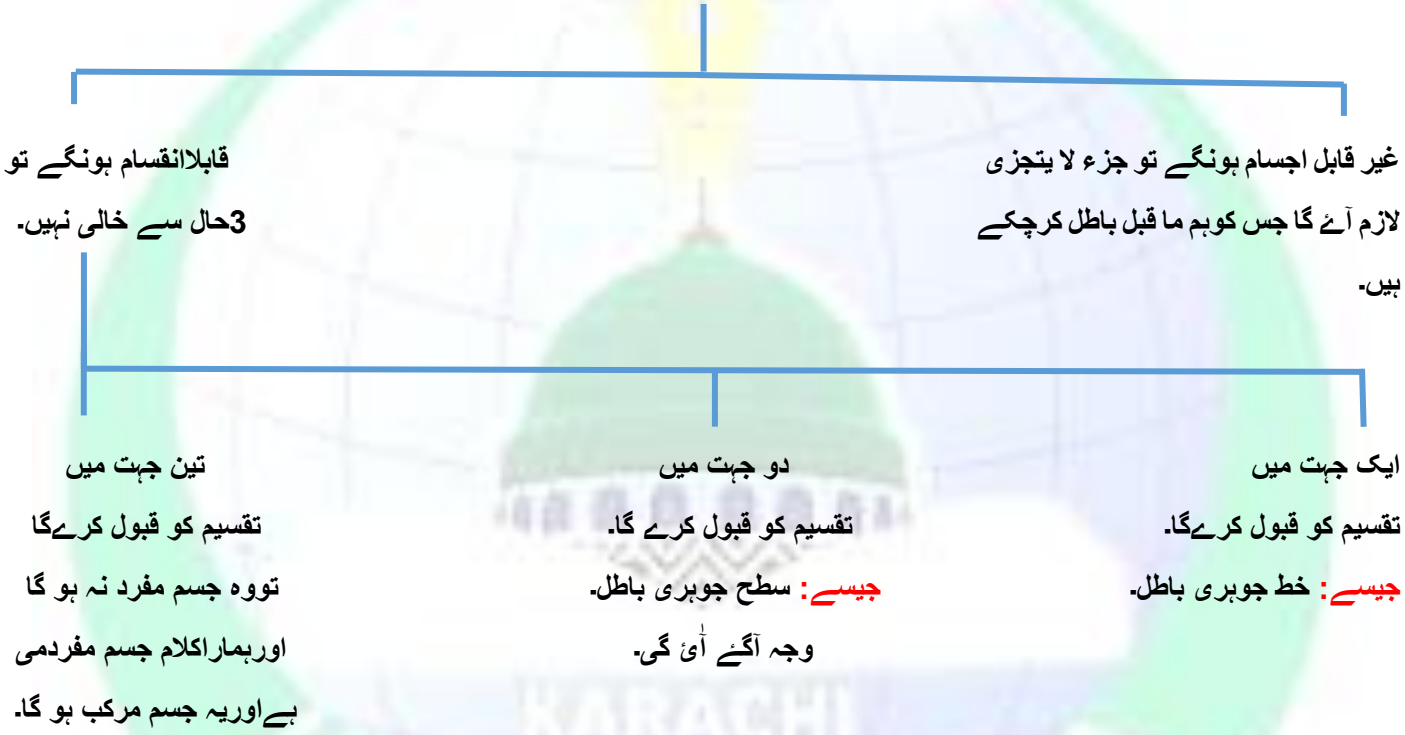

لہذا معلوم ہوا کے قابل انفاق جسم متصل واحد ہو گا اور جو جسم متصل واحد ہو گا وہ انفصال کو قبول کرتا ہے اور یہ انفصال کو قبول کرنا ھیولیٰ ہے۔

سوال: انفصال کو قبول کرنے والی چیز ھیولیٰ ہی کیوں ہے اور کوئ چیز نہیں انفصال کو قبول کرتی؟

جواب: جب ہم نے جسم میں غور کیا تو جسم میں تین چیز انفصال کو قبول کرنے کے لیے نظر آئ انفصال کو قبول کرنے والا یا تو جسم تعلیمی ہو گا یا صورت جسمیہ یا کوئ دوسرا معنیٰ اوّل ثانی احتمال باطل ہے اجتماع ضدین کے جمع ہونے کی وجہ سے لہٰذا معلوم ہوا انفصال کو قبول کرنے والا دوسرا معنیٰ یعنی ھیولیٰ ہے۔

فصل ثالث

'صورت جسمیہ ھیولیٰ کے بغیر نہیں آتی'

فلاسفہ دعوی کرتے ہیں کہ صورت جسمیہ ھیولیٰ کے بغیر نہیں آسکتی ہمیشہ ھیولیٰ کے ساتھ ہو گی۔

دلیل:

اگر صورت جسمیہ ھیولیٰ کے بغیر تصور کریں تو اس صورت جسمیہ کی دو صورتیں ہیں۔وہ متناہی ہو گی یا غیر متناہی یہ دونوں باطل ہیں۔صورت جسمیہ غیر متناہی نہیں ہو سکتی کیونکہ صورت جسمیہ ایک قسم کا جسم ہے اور تمام اجسام متناہی ہوتے ہیں۔اگر غیر متناہی مانے تو مبداء واحد سے نکلنے والی دو لکیریں جو لا الیٰ نھایہ تک لمبی ہو تو عقلی طور پر ان کے درمیان فاصلہ بھی لا الیٰ نھایہ ہونا چاہیے لیکن ایسا نہیں ہے وہ فاصلہ بھی متناہی ہے کیونکہ یہ وہ دو خطوں کے درمیان ہے اور جو دو خطوں کے درمیان ہوتا ہے وہ متناہی ہوتا ہے۔لہذا اجسام کا متناہی ہونا ثابت ہے اور صورت جسمیہ متناہی بھی نہیں ہو سکتی کیونکہ یہ اگر متناہی ہوتی تو اس کا ایک یہ ایک سے زائد حدود نے احاطہ کیا ہو گا اور جس حدود سے احاطہ کیا جائے وہ متشکل ہوتا ہے۔

سوال: پھر صورت جسمیہ کو شکل ملنے کا سبب کیا ہوگی؟

جواب: ان کے متعلق تین چیزیں ہیں۔

1) **جسمیت:** یہ محال ہے کیونکہ جسمیت تمام اجسام میں ہوتی ہے جس وجہ سے تمام اجسام کا ایک جیسا ہونا لازم آئیگا حالانکہ ہر جسم دوسرے سے شکل میں مختلف ہوتا ہے لہذا مختلف ہونے کی وجہ سے جسمیت نہیں ہو سکتی۔
2) **سبب لازم:** اشکال کے مختلف ہونے کی وجہ سبب لازم بھی نہیں ہو سکتا کیونکہ یہ جسمیت کے ساتھ لازم ہوتا ہے جہاں یہ ہو گا وہاں جسمیت ہو گی اور تمام اشکال کا ایک جیسا ہونا لازم آئیگا جو کہ باطل۔
3) **سبب عارض:** اختلاف کا سبب یہ بھی نہیں کیونکہ یہ سبب ہو تو ایک صورت کا دوسری سے متشکل ہونا ممکن ہو گا یعنی اشکال میں زوال ہو گا اور شکل سابق کا زائل ہونا اور شکل لاحق کا لاحق ہونا یہ انفصال پر دلالت کرتا ہے اور انفصال کو قبول کرنے والا ھیولیٰ ہوتا ہے یعنی اس میں ھیولیٰ کا ہونا لازم آئیگا حالانکہ ہمارا مفروضہ تھا کے صورت جسمیہ ھیولیٰ کے بغیر آسکتی ہے جو کہ باطل ہو چکا ہے لہذا ماننا پڑے گا کہ صورت جسمیہ ھیولیٰ کے بغیر نہیں آسکتی۔

فصل ثالث نقشہ

دعوی: صورت جسمیہ ھیولیٰ سے خالی نہیں ہو گی۔

وجہ: کیونکہ صورت جسمیہ ھیولیٰ میں حلول کیے بغیر بذاتِہ موجود ہو گی تو دو حال سے خالی نہیں۔

صورت جسمیہ متناہی ہوگی۔

امابیان انہ لا سبیل الیٰ القسم الاوّل ۔

دلیل: کیونکہ صورت جسمیہ متناہی ہو تواسکا ایک یا چند حدود احاطہ کیئے ہو گے۔تو اب صورت جسمیہ متشکل ہوگی تو وہ شکل صورت جسمیہ کو حاصل ہو گی۔

لذاتہا | سبب لازم | عارض لھا

محال | محال + خلاف مفروض

وجہ:

تمام اجسام کا شکل واحد کے ساتھ متشکل ہونے کی وجہ سے جو باطل و محال ہے۔

کیونکہ تمام اجسام کی شکل مختلف ہو گی ۔

شکل کے زوال کے ممکن ہونے کی وجہ سے ممکن ہے کہ صورت دوسری صورت کے ساتھ متشکل ہو جائے لہذا شکل قابل انفصال ہوگی اور ہر چیز جو انفصال کو قبول کرے وہ مرکب ہے ھیولیٰ اور صورت جیسمہ ہے ھذا خلف اور یہ خلاف مفروض ہے۔

صورت جیسمیہ غیر متاہی ہوگی۔

لا سبیل الیٰ الثانی۔

دلیل: تمام اجسام متناہی ہے۔ ورنہ تو مبداء واحد سے ایک رخ پر دو لکیروں کا نکالا جانا ممکن ہو گویا کہ وہ لکیریں مثلث کے دو ضاویعہ ہے تواب جیسے جیسے لکیرے بڑھتی رہیں گی ان کے درمیان بعد بھی بڑھے گا اگر وہ دو لکیرے غیر نہایہ تک ممتد ہو تو ان لکیروں کے درمیان بعدغیرمنتھاہوناممکن ہو باوجودیہ کےبعدمحصور بین حاصرین ہےاورقاعدہ ہےکہ محصوربین الحاصرین وہ متناہی ہے یہ خلاف مفروض ہے۔

فصل رابعہ

'ھیولیٰ صورت جیسمیہ کے بغیر نہیں آتا'

دعویٰ: فلاسفہ کا یہ دعویٰ ہے کے ھیولیٰ صورت جسمیہ کے بغیر نہیں آتا اور وہ دونوں جدا بھی نہیں ہوسکتے۔

دلیل: اگر ھیولیٰ صورت جسمیہ کے بغیر ہو تو اسکی دو صورتیں ہے۔

1) وہ ذاتِ وضع (یعنی قابلِ اشارہ حِسیہ) ہو گا۔

2) یا قابلِ للاشارہ حِسیہ نہیں ہو گا۔

اور یہ دونوں صورتیں باطل ہیں۔

وہ اس طرح کے اگر اس ھیولیٰ کو قابل للاشارہ حِسیہ مانے تو پھر یہ تقسیم کو قبول کرے گا یا نہیں کرے گا اگر قبول نہیں کرے گا (یعنی دوسری صورت) پر نہیں ہو سکتا کیونکہ جس کو وضع کیا گیا ہے اور اشارہ بھی کیا جارہا ہے تو اشارہ سے اسکی دو جہتیں ہو گی اور جو دو جہت ہو وہ منقسم ہوتا ہے، اسکا منقسم ہونا بھی باطل ہے کیونکہ منقسم ہونے میں یہ ایک جہت کی طرف تقسیم ہو گا یا دو جہت کی طرف یا تین جہت کی طرف اگر ایک جہت میں ہو تو خط کہتے ہے اگر دو میں ہو تو سطح اور اگر تین میں ہو تو جسم اور یہ تینوں باطل ہیں۔

خط اس طرح باطل ہے کہ خط کا وجود مستقل نہیں ہوتا کیونکہ اگر اس خط کے گرد دو سطحیں فرض کریں تو دو صورتیں ہو گی، وہ ان کو مانع ہو گا یا نہیں، اگر مانع نہ ہو تو تداخل لازم آئے گا اور جواہر کی طرح خطوط میں بھی تداخل باطل ہوتا ہے اور مانع ہو تو خط کا دو جہتوں میں منقسم ہونا لازم آئیگا کہ خط کا جو حصہ ایک سطح سے ملا ہوا ہے وہ اس حصہ کا غیر ہو گا جو دوسری سطح سے ملا ہوا ہے تو خط کا ذو جہت ہونا لازم آئے گا اور جو ذو جہت ہو قابل تقسیم ہوتا ہے اور یہ محال ہے۔

اسی طرح سطح کو دو جسموں کے درمیان فرض کریں تو وہ بھی باطل ہے اس کا جسم ہونا بھی درست نہیں ہے کیونکہ جسم ھیولیٰ اور صورت جسمیہ سے مرکب ہوتا ہے اور مفروضہ باطل ہو جائے گا کیونکہ ہم نے ھیولیٰ کو صورت جسمیہ کے بغیر فرض کیا تھا۔

غیر ذات وضع کا بطلان:

صورت جسمیہ مقترن ہو گی تو وہ تین حال سے خالی نہیں ہو گی۔

1) کسی بھی حیز میں حاصل نہیں ہو گی۔

2) تمام احیاز میں حاصل ہو گی۔

3) بعض میں حاصل ہو گی۔

پہلی اور دوسری صورت باطل ہے کیونکہ ھیولیٰ صورت جسمیہ سے مقترن ہو کر جسم ہو گا اور کسی بھی جسم کا کسی بھی حیز میں حاصل ہونا یا جسمِ واحد کا تمام احیاز میں حاصل ہونا محال و باطل ہے۔

اب رہی تیسری صورت یہ بھی باطل ہے کیونکہ اس میں ترجیح بلا مرجع لازم آتی ہے جو کہ باطل ہے۔

فصل رابع نقشہ

ھیولیٰ مجردعن الصورہ

ذات وضع ہوگا یعنی اشارہ کے قابل ہوگا۔

غیرذات وضع ہوگا جب ھیولیٰ صورت جسمیہ کے ساتھ مقرون ہوگا۔

تقسیم کو قبول نہیں کرے گا (باطل)۔

اس لئے کہ قابل اشارہ حِسہ شیء تقسیم کو قبول کرتی ہے نا قابل تقسیم ہونا اس لئے باطل ہے کہ پھر جزءلا یتجزی ثابت ہوگا کیونکہ ذاتِ وضع اور نا قابل تقسیم ہوتو جزء لا یتجزی ہوتا ہے جو کہ باطل ہے۔

قبول کرے گا

یا توھیولیٰ کسی بھی حیز میں پا یا نہیں جائیگا باطل۔

یا تمام احیاز میں پا یا جائیگا باطل۔

یا تو بعض احیاز میں ہوگا بعض میں نہیں یہ بھی باطل۔

ایک جہت میں خط جوہری کا سطحِ جوہری ہونا لازم آئے گا،لہذا باطل۔

دو جہت میں سطح کا جسم ہونا لازم آئے گا،لہذا باطل۔

تین جہت میں ھیولیٰ مجرد عن الصورہ ہوکر جسم ہونا لازم آئے گا، لہذا باطل۔

فصل خامس

'صورت نوعیہ کے بارے میں'

صورت نوعیہ: ایسا جوہر جسکے ذریعے جسم کی اقسام مختلف ہوتی ہے۔

دعوی: ہر جسم طبعیہ میں ھیولیٰ اور صورت جسمیہ کے علاوہ ایک اور صورت بھی ہوتی ہے جسے صورتِ نوعیہ کہتے ہیں۔

دلیل: بعض اجسام طبعیہ کا جو بعض احیاز سے جو اختصاص ہوتا ہے وہ تین چیزوں کی وجہ سے ہوتا ہے۔

(1) امر خارج کی وجہ سے (2) ھیولی کی وجہ سے (3) صورت جسمیہ کی وجہ سے۔

1) امر خارج کی وجہ سے نہیں ہو سکتا کیونکہ امر خارج کا اگر عدم فرض کریں تو اس جسم کا بغیر حیز کے ہونا لازم آئے گا جو کہ باطل ہے کیونکہ ہر جسم کسی نہ کسی حیز میں ہوتا ہے۔

2) ھیولیٰ کی وجہ سے بھی نہیں ہو سکتا کیونکہ اگر ھیولیٰ کی وجہ سے اختصاص مانے تو تمام اجسام ایک ہی حیز میں مشترک ہونا ثابت ہو گا اور یہ بھی باطل ہے۔

3) صورت جسمیہ کی وجہ سے بھی نہیں ہو سکتا کیونکہ صورتِ جسمیہ کے تمام اجسام حیزِ واحد میں مشترک ہو جائے گے اور یہ بھی باطل ہے۔

تو ثابت ہو گیا کہ بعض اجسام طبعیہ کا بعض احیاز کے ساتھ جو اختصاص ہے وہ نہ امر خارج کی ووجہ سے ہے نہ ھیولیٰ کی وجہ سے اور نہ ہی صورت جسمیہ کی وجہ سے ہے بلکہ جسم میں پائے جانے والی ایک اور صورت ہے جسکی وجہ سے اختصاص ہوتا ہے اور وہ صورتِ نوعیہ ہے۔

سوال: مصنف نے لفظ هداية کو کیوں ذکر کیا؟

جواب: اس کتاب میں مصنف کی عادت ہے کہ جب بھی کسی شبہ کو زائل کرنے کا ارادہ کرتے ہے تو اسکو هداية کے لفظ کے ساتھ تعبیر کرتے ہے کیونکہ شبہ ایک گمراہی ہے اور اس شبہ کو زائل کرنا هداية ہے۔

شبہ: پیچھے بیان ہوا کہ صورتِ جسمیہ ھیولیٰ کے بغیر نہیں آتی اور ھیولیٰ صورتِ جسمیہ کے بغیر نہیں آتا تو یہاں یہ شبہ پیدا ہوا کہ ان میں علت معلول کا چکر ہے کیونکہ جہاں علت آتی ہے وہاں معلول بھی آتا ہے اور ایک مقولہ بھی ہے "تخلف العلۃ عن المعلول" باطل ہے۔

جواب: اس میں شرط یہ ہے کہ علت معلول سے پہلے ہوتی ہے اور ھیولیٰ صورتِ جسمیہ کے لیے علت نہیں ہو سکتا۔

دلیل: علت کا وجود معلول سے پہلے ہوتا ہے اور ھیولیٰ صورتِ جسمیہ سے پہلے بالفعل موجود نہیں ہوتا جیسا کہ چوتھی فصل میں گزر

گیا اور صورتِ جسمیہ بھی ھیولیٰ کے لیے علت نہیں ہو سکتی کیونکہ صورتِ جسمیہ کا وجود یا تو شکل کے ساتھ ہوتا ہے یا شکل کی وجہ سے ہوتا ہے لہذا صورتِ جسمیہ شکل سے پہلے موجود نہیں ہو سکتی اور شکل ھیولیٰ سے پہلے نہیں پائی جا سکتی تو ثابت ہو گیا کہ صورتِ جسمیہ ھیولیٰ سے پہلے نہیں پائی جا سکتی، اگر صورتِ جسمیہ کو ھیولیٰ کے علت مانے تو پھر لازم آئیگا کہ صورت جسمیہ کا وجود ھیولیٰ سے پہلے ہے اور یہ بھی باطل ہے تو لہذا ثابت ہو گیا کہ صورت جسمیہ اور ھیولیٰ میں علت اور معلول والا چکر نہیں ہے بلکہ یہ دونوں معلول ہو گے کسی اور علت کے لیے اور وہ فلاسفہ کے نزدیک عقل ہے۔

وہم: پھر یہاں سے یہ ثابت ہو رہا ہے کہ ھیولیٰ صورت جسمیہ سے من کل وجوہ مستغنی ہے اور اسی طرح پھر صورت جسمیہ ھیولیٰ سے مستغنی ہے۔

جواب: ھیولیٰ اور صورت جسمیہ ایک دوسرے سے من کل وجوہ مستغنی نہیں ہے بلکہ ان دونوں کو ایک دوسرے کی محتاجی ہوتی ہے صورت جسمیہ شکل بننے میں ھیولیٰ کی محتاج ہوتی ہے اور ھیولیٰ باقی رہنے کے اعتبار سے صورت جسمیہ کی طرف محتاج ہوتا ہے۔

فصل خامس نقشہ

دعوی: ہر جسم میں صورت جسمیہ موجود ہے۔

دلیل: دلیل کا حاصل یہ ہے کہ جب تمام اجسام، اجسام (ھیولیٰ + صورت) ہونے میں مشترک ہیں پھر یہ اجسام مکان اور آثار کے اعتبار سے مختلف کیوں ہے کہ کوئی جسم کسی مکان کے ساتھ خاص، اور کوئی کسی مکان کے کے ساتھ مخصوص اسی طرح کوئی جسم کسی اثر کے ساتھ اور کوئی کسی اثر کے ساتھ جسے پانی، مٹی، مکان (تحت) کے ساتھ خاص اور ہوا آگ مکان فوق (اوپر) کے ساتھ خاص ہے نیز مرچ تیکھاس کے ساتھ اور گڑھ مٹھاس کے ساتھ خاص ہے۔

آخر یہ اختلاف اور اختصاص کس سبب ہے۔

امر خارج کی وجہ سے باطل.کیوں

جسے مٹی کا نیچے کو آنا کسی امر خارج کی وجہ سے نہیں بلکہ مٹی خود اسی ثقل اور بوجھ کی وجہ سے نیچے آتی ہے اور ثقل خود اسکی ذات میں ہے .

2) کیونکہ اگر ہم امر خارج کا عدم فرض کریں تو اس جسم کا تغیر حیز کے ہونا لازم آئیگا.

امر داخل کی وجہ سے

ھیولیٰ کی وجہ سے باطل اگر ھیولیٰ کی وجہ سے اختصاص ماننے تو تمام اجسام کاایک حیز میں مشترک ہونا ثابت ہوگا اور یہ بھی باطل ہے۔

صورت جسمیہ کی وجہ سے باطل. کیونکہ صورت جسمیہ کے تمام اجسام حیز واحد میں مشترک ہو جائیں گے اور یہ بھی باطل ہے۔

کسی اور صورت کی وجہ سے۔

فصل سادس

'مکان کے بارے میں'

مکان دو چیزیں ہو سکتی ہے، خلا یا جسم حاوی کی سطح باطن اور جسم محوی کی سطح ظاہر کی مماس کو کہتے ہے۔

سوال: جسم حاوی، محوی سطح باطن وظاہر کی وضاحت کریں؟

جواب: دو جسم ایک دوسرے سے ملے ہوئے ہیں جو اوپر ہو اس کو جسم حاوی اور جو نیچے ہو اسے جسم محوی کہتے ہے، جسم حاوی کا جو حصہ جسم محوی سے ملا ہوا ہے اسے سطحِ باطن اور جسم محوی کے حصہ کو سطح ظاہر کہتے ہیں۔

فلاسفہ کہتے ہے، خلاء مکان نہیں ہو سکتا یہ باطل ہے۔

سوال: خلاء کا مکان ہونا کیسے باطل ہیں؟

جواب: خلا یا تو لا شیء ہو گی یا مجرد عن الماده ہو گی اور پہلی صورت باطل ہے کیونکہ ایک خلاء دوسری خلاء سے کم ہوتی ہے۔ جیسے خلاء بین الجدارین، خلا بین المدینہ سے کم ہوتی ہے تو جس میں کمی زیادتی ہوسکتی ہو اسے لا شیء نہیں کہا جاسکتا تو خلاء لا شیء باطل ہے۔

مجرد عن الماده یہ بھی باطل ہے کہ اس کا مطلب ہے ھیولیٰ سے خالی ہو اور یہ کیسے ممکن ہے کہ ایک ذات اپنے محل سے غنی ہو پھر ان کا آپس میں اقتران نہیں ہو سکے تو یہ دلیل خلف ہے۔

فصل سادس نقشہ

مکان

مکان دو حال سے خالی نہیں یا خلاء ہو گا یا جسم حاوی کی وہ سطح باطن جو جسم محوی کی سطح ظاہر سے ملی ہوئی ہو مکان خلاء نہیں ہو سکتا اگر خلاء ہو تو دو حال سے خالی نہیں

خلاء

لاشیء محض ہوگا باطل۔

دلیل:

وہ خلا جو دو دیواروں کے درمیان ہو اس خلاء سے کم ہے جو دو شہروں کے درمیان ہے اورجو چیزکمی زیادتی کو قبول کرے وہ لا شیء محض نہیں ہو سکتی۔

بعد مجرد عن الماده ہوگا باطل۔

دلیل:

بعد موجود ہو کر ھیولیٰ سے خالی ہو تو بلا ذات محل سے مستغنٰی ہوگا اور اسکا اقتران محل یعنی ھیولیٰ کے ساتھ محال ہوگا حالانکہ ایسا نہیں کیونکہ جب خلاء کے اندر کوئ جسم آتا ہے تو ھیولیٰ بھی جسم کے واسطہ سے خلاء ہی آتا ہے اور خلاء کا اسکے ساتھ اقتران ہوتا ہے جب خلاء ھیولیٰ کے ساتھ مقترن ہوگا تو اسکے بعد مجرد عن الھیولیٰ ہونا باطل ہے۔

فصل سابع

'حیز کے بارے میں'

اس فصل میں مصنف رحمۃ اللہ علیہ ہر جسم کے لیے حیز طبعی کا ہونا ثابت کرتے ہیں دلیل سے قبل چند باتیں بطورے تمہید سمجھنا ضروری ہے۔

1) حکماء مشائین کے نزدیک حیز مکان سے عام ہے اس لیے کہ بعض اجسام کہ واسطہ حیز ہے اور مکان خلاء نہیں۔ مثلا فلک افلاک کیونکہ اس پر کوئ جسم حاوی نہیں ہے۔

2) حیز کی تعریف: حیز اسے کہتے ہے جسکی وجہ سے جسم اشارہ حسیہ میں اپنے غیر سے ممتاز ہو۔

3) اگر جسم کے لیے مکان ہو تو اس کی حیز ہو گی۔

4) حیز طبعی: کسی جسم کی وہ چیز ہوتی ہے کہ اس کی طبیعت / ذات اس حیز میں رہنے کا تقاضہ کرے۔

5) قواسر: یہ قاسر کی جمع ہے اسکا مطلب (عوارض + خوارج) ہیں۔

دعوی: ہر جسم کہ لیے ایک حیزِ طبعی ہوتا ہے۔

دلیل: اگر ہم کسی جسم کہ لیے قواسر (عوارض + خوارج) کا عدم فرض کرلیں تو اس وقت جسم ضرور کسی حیز میں موجود ہو گا پھر حیز اس جسم میں اپنی ذات کی وجہ سے ہو گا یا کسی قواسر (عارض) کی وجہ سے ہو دوسری شِق باطل ہے۔ اس لیے کہ ہم نے جسم کہ لیے عوارض کا عدم فرض کیا ہے لہذا پہلی شق معین ہو گی کہ یہ حیز جسم کو اسکی ذات کی وجہ سے ملا ہو گا اور یہی حیز طبعی ہے۔

دعوی: ایک جسم ایک ہی جسم طبعی میں ہوتا ہے یا ایک جسم کا دو یا دو سے زیادہ احیاز طبعی میں ہونا جائز نہیں۔

دلیل: اگر جسم کہ لیے دو حیز طبعی ہو تو ان میں سے کسی ایک میں ہو گا تو وہ دوسرے کی طرف جانے کا طالب ہو گا یا نہیں ہو گا،

پہلی صورت (یعنی دوسرے کی طرف جانے کا طالب ہو) میں لازم آئے گا کہ پہلے جس حیز میں ہے وہ اس کی حیز طبعی نہیں اور ہمارا مفروضہ تھا کہ جسم کا ایک حیز طبعی ہوتا ہے۔ تو یہ دلیل خلف ہے لہذا باطل ہے اور اگر دوسرے کا طالب نہیں ہے تو دوسری حیز اسکی حیز طبعی نہیں ہے اور ہم نے فرض کیا تھا ہر جسم کہ لیے دو حیز طبعی ہوتے ہے لہذا یہ دلیل بھی خلف ہوا۔

معلوم ہوا کے ایک جسم کہ لیے ایک ہی حیز طبعی ہوتی ہے۔

فصل سابع نقشہ

جسم کے لیے حیز طبعی موجود ہے اس لیے کہ جب ہم کسی جسم کہ لیے قواسر (عوارض) کاعدم فرض کرلیں تو اس وقت جسمکسی حیزِ معین میں موجود ہو گا یہ دو حال سے خالی نہیں۔

حیز اس کو اس کی ذات کی وجہ سے ملا ہوگا۔

قواسر (عوارض) کی وجہ سے ہوگا باطل۔

دلیل:

اس کہ لیے ہم نے جسم کہ لیے قواسر (عوارض) کا عدم فرض کیا ہے۔

فصل ثامن

'شکل کے بارے میں'

ہر جسم کی شکل طبعی ہوتی ہے وہ جسم اس شکل کا تقاضہ کرتا ہے۔

دعوی: ہر متشکل (جسم) کے لیے شکل طبعی ہوتی ہے۔

دلیل: ہر جسم متناہی ہوتا ہے اور ہر متناہی متشکل ہوتا ہے اور ہر متشکل کہ لیے ایک شکل طبعی ہوتی ہے پس ہر جسم کہ لیے شکل طبعی ہوتی ہے کیونکہ ہر جسم متناہی ہوتا ہے۔ کَمامرَّ۔

دعوی: ہر متناہی متشکل ہوتا ہے۔

دلیل: اگر اس شکل کا احاطہ ایک حد نے کیا ہو تو وہ (circle) سرکل ہوتا ہے تین حدیں احاطہ کریں تو مثلث (Tringle) ہوتا ہے چار حدیں ہو تو چورس معلوم ہوا کہ ہر متناہی متشکل ہوتا ہے۔

فصل ثامن نقشہ

جسم کے لیے شکل طبعی موجود ہے اس لیے کہ جب ہم کسی جسم کہ لیے قواسر (عوارض) کاعدم فرض کرلیں تواس وقت جسم کسی شکلِ معین میں موجود ہو گا یہ دو حال سے خالی نہیں۔

شکل جسم کواس کی ذات کی وجہ سے ملا ہوگا۔

قواسر (عوارض) کی وجہ سے ہوگا باطل۔

دلیل:

اس کہ لیے ہم نے جسم کہ لیے قواسر (عوارض) کا عدم فرض کیاہے۔

فصل تاسع

'حرکت وسکون کے بارے میں'

اس فصل میں مصنف نے تین باتیں بیان فرمائی ہے۔

1) حرکت اور سکون کی تعریف۔

2) ہر جسم متحرک کہ لیے ایک محرک غیر جسمیہ ہوتا ہے۔

3) حرکت کی دو تقسیمات۔

'پہلی بات'

حرکت کی تعریف: کسی جسم کا قوت سے فعل کی طرف علیٰ سبیل التدریج نکلنا حرکت کہلاتا ہے۔

سکون کی تعریف: ایسا جسم جس میں حرکت کی صلاحیت ہو جب عدم حرکت سے متصف ہو تو اس حالت کو سکون کہتے ہے۔

'دوسری بات'

مصنف رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہے کہ جو بھی جسم حرکت کرتا ہے اسکے لیے ضرور ایک قوت محرکہ ہوا کرتی ہے جو اسے حرکت دیتی ہے اور یہ قوت جسمیہ کے علاوہ کوئی اور شیء ہے کیونکہ اگر جسم متحرک کو حرکت دینے والی قوت جسمیہ ہو تو جسمیہ ہر جسم میں موجود ہے لہذا ہر جسم کا متحرک ہونا لازمی ہے حالانکہ ہر جسم متحرک نہیں ہوتا تو ثابت ہوا کے وہ قوت محرکہ جسمیہ کے علاوہ کوئی اور شئ ہے۔

سوال: والتالی کاذب فالمقدمہ مثلہ کی وضاحت کریں؟

جواب: شرط کو مقدم اور جزاء کو تالی کہا جاتا ہے کیونکہ شرط مقدم ہوتی ہے اور جزاء بعد میں آنے والی ہوتی ہے۔ جیسے مَنْ ضَحِکَ ضُحِکَ میں مَنْ ضَحِکَ مقدم اور ضُحِکَ تالی ہے۔

قائدہ: تالی باطل ہو تو مقدم بھی باطل ہو جاتا ہے، اور مقدم باطل ہو تو تالی بھی باطل ہو جاتا ہے، اسی طرح تالی ثابت ہو تو مقدم بھی ثابت ہو گا، اور مقدم ثابت ہو تو تالی بھی ثابت ہو گا۔

مذکورہ صورت میں جسم کا محرک جسمیت ہے یہ مقدم ہے اور تمام اجسام کا محرک ہونا یہ تالی ہے جب تالی کاذب / باطل ہے یعنی تمام اجسام متحرک نہیں ہوتے تو مقدم بھی باطل ہو گا یعنی کہ جسم کا محرک جسمیت نہیں ہو سکتی۔

نوٹ:

اگر اس نوٹس میں کوئی تحریری اغلاط ہو تو اس نمبر (03207885646) پر رابطہ کریں۔

طالب دعا: محمد مبشر علی عطاری

رابطہ نمبر: 03153091582